# معلومات عامہ اور مغربی ممالک میں اس کی موجودہ صورتحال

**مولف:** محمود بابائی
**مترجم:** منہال حسین خیرآبادی

عصر حاضر میں مغربی سماج میں زندگی بسر کرنے والوں کی معلومات عامہ کے ذرائع کیا ہیں اور وہ کس حدتک عالمی واقعات سے واقف ہیں؟ آج کے دور میں مغربی سماج کی معلومات عامہ عالم اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت اور دشمنی پر کیوں قائم ہے اور وہ اسلام کو اپنی بقاکے لئے بہت بڑا خطرہ کیوں گردانتے ہیں؟ اگر ان لوگوں نے بعض نام نہاد اسلامی جماعتوں اور تنظیموں کے شدت پسند رویہ اور متعصبانہ اقدامات کی وجہ سے یہ رویہ اپنایا ہے تو پھر فلسطینیوں پر مظالم اور غیر انسانی سلوک کی بنا پر وہ اسرائیل سے نفرت کیوں نہیں کرتے اور ویسا ہی تصور اس کی نسبت کیوں نہیں رکھتے؟ کیا مغربی انسانوں کی معلومات عامہ کو ایک منظّم سازش کے تحت کنٹرول کیا جارہا ہے؟

مذکورہ تمام سوالوں کا جواب social constructivismکے ذریعہ دیا جاسکتا ہے جس میں سوال کرنے والوں کو پوری طرح مطمئن کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ یہ نظریہ خارجی واقعیات کے مستقل رونما ہونے کو مردود قرار دیتے ہوئے اسے سماجی حالات و شرائط کا نتیجہ قرار دیتا ہے۔ ایک دوسری عبارت میں یوں کہنا مناسب ہے کہ جو شخص اس نظریہ کا طرفدار ہے اس کے لئے کسی بھی واقعیت کی اصالت اہم نہیں ہے بلکہ اس کے لئے وہ مشترکہ درک و فہم زیادہ ضروری ہے جو بنیادی طور پر ایک واقعیت کو وجود کا لباس عطا کرتا ہے۔ (سماجی واقعات کو حقیقت سے روشناس کرتا ہے)

اس نظریہ کے مطابق خیالات، تصورات اور ذہنی ساز وکار انسانی سماج میں فیصلہ کن کردار نبھاتے ہیں اور ایک مہمل واقعیت کو حقیقی واقعیت میں بدل دیتے ہیں۔ جب بھی کوئی واقعیت سماج کے اندر سے جنم لیتی ہے تو اس کی ایک خاص شکل و صورت اور حدود ہوتے ہیں اس لئے کہ کوئی بھی تصور سماجی امور میں

غیر جانبدار نہیں ہوتا یعنی کوئی بھی تصور، ذہنی سازوکار بلکہ مادی حقائق کو ان کی حقیقی شکل میں پیش نہیں کرتا بلکہ اس میں دخل و تصرف کرتا ہے اور پھر اسے منظر عام پر پیش کیا جاتا ہے۔

اس نظریہ کے مطابق شناخت بہت اہم ہے۔ شناخت ایک ذہنی مفہوم ہے جس کا تعلق انسان کی خود اپنی اور دوسروں کی شخصیت سے ہے اور انسان کی ذاتی شہرت طلبی اور معرفت سے وابستہ ہے۔ البتہ یہ فہم و شعور اس امر سے بھی متعلق ہے کہ کیا دوسرے لوگ بھی اس کو ویسا ہی سمجھتے ہیں جیسا کہ وہ خود ہے یا نہیں؟ یعنی ایک انسان کی شناخت کے لئے اپنے آپ اور دوسروں کے درمیان ایک حدبندی کی ضرورت ہے یعنی لوگوں میں خصوصی امتیازات کا پایا جانا لازمی ہے۔ اس نظریہ کے مطابق ہم اسی وقت اپنی معرفت حاصل کر سکتے ہیں جب ہمیں معلوم ہو جائے کہ ہم کیا نہیں ہیں یا ہم میں اور دوسروں میں کیا فرق ہے پس معلوم ہوا کہ شناخت کے تعیین میں دوسروں کے مقابلے میں حدود کی تعیین اور اپنے ساتھ دوسروں کی غیریت کو سمجھنا بہت اہم ہے۔

اس نظریہ کے مطابق شناخت کا مسئلہ عینی اور ثابت نہیں ہے بلکہ اس میں تبدیلی ہو سکتی ہے جو سماج میں اور سماجیات کے ذریعہ وجود میں آتی ہے، پس شناخت کے مسئلہ کو واضح کرنے کے لئے منیت و غیریت کو سمجھنا اور اس سلسلہ میں معلومات عامہ کو فراہم کرنا بہت اہم ہے۔ اس نظریہ کے مطابق ایک انسان کی شناخت سماج میں رائج عقائد و نظریات اور توقعات کی دین ہے، لہٰذا شناخت کے مسئلہ میں مادی وسائل و ابزار کی فراہمی کے علاوہ سماجی ذرائع معلومات کو مہیا کرنا بہت ضروری ہے یا یوں کہا جائے کہ افکار و نظریات اور اقدار و افکار بھی ایک انسان کی اپنی شناخت اور منیت میں تبدیلی لا سکتے ہیں۔

مذکورہ بالا بیانات کے بعد اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کسی سماج کی معلومات عامہ کیونکر اور کن ذرائع ابلاغ کے ذریعہ وجود میں آتی ہے؟ اس سوال کے جواب میں یہ کہنا مناسب ہے کہ معلومات عامہ معمولاً اس سماج پر حاکم آئیڈیالوجی کے زیر اثر رہتی ہے یعنی سماج پر حاکم آئیڈیالوجی سماج میں رہنے والوں کی اپنی اور دوسروں کی شناخت بلکہ پوری کائنات اور تاریخ عالم کے متعلق نظریات و عقائد کو جنم دیتی ہے۔ سماج میں رہنے والے لوگوں کی ذہنیت کو بنانے اور ان کے عقائد و افکار کو اپنی مرضی کے مطابق ڈھالنے والے ذرائع تہذیب و ثقافت سے متعلق ادارے جیسے تعلیمی نظام اور ذرائع ابلاغ و علما اور دانشور حضرات ہوتے ہیں لیکن ان سب میں میڈیا اور ذرائع ابلاغ سب سے زیادہ انسانوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

دوریوں کو کم کرنے والی حیرت انگیز ٹکنالوجی کے دور میں سماج کی ذہنیت کو بدلنے میں ذرائع ابلاغ کا اہم کردار ہے جو اپنی طاقت کے بل بوتے پر پورے سماج کی ذہنیت کو بدل سکتا ہے اور معلومات عامہ کو ایک نیا رخ دے سکتا ہے۔ اس کی طاقت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ وہ منٹوں میں ایک معمولی مسئلہ کو سماج میں عام اور اسے زندگی کے سب سے اہم مسئلے کے طور پر پیش کر سکتا ہے اسی طرح ایک اہم اور ضروری مسئلہ کو دائمی یا وقتی طور پر سماج کی ذہنیت سے خارج کر سکتا ہے۔

تاریخی واقعات اور رونما ہونے والے حوادث کی تحلیل اسی وقت میسر ہوتی ہے جب اس واقعہ کو انجام پائے ایک زمانہ ہو چکا ہو اور اس دور کے حالات و شرائط ختم ہو چکے ہوں۔ اس وقت صحیح فیصلہ تک پہنچ سکتے ہیں اور ممکن ہے کسی واقعہ کے بارے میں ایک نئی رائے بھی قائم ہو جائے۔ پس جو سماج مختلف پروپگنڈوں کی زد میں ہو ایسے سماج میں رونما ہونے والے واقعات سے حقیقت کا پردہ اس وقت فاش ہوتا ہے جب ایک زمانہ اور ایک مدت گذر چکی ہو یا وہ حادثہ میڈیا کے قبضہ سے باہر ہو چکا ہو اور اسے فراموش کر دیا گیا ہو اسی وجہ سے بہت بار مشاہدہ ہو چکا ہے کہ بعض سماج کے لوگ تاریخ کے تلخ مسائل جیسے غلامی، ذات پات کا بھید بھاؤ، نسل کشی، سامراجیت اور جنگ و جدال کی جزئیات سے معمولا سالہا سال بلکہ صدیوں کے بعد باخبر ہوتے ہیں۔

اس وقت social constructivism کے نقطہ نظر سے مغربی سماج میں اسلام اور مسلمانوں کے متعلق معلومات کی تحلیل کی جاسکتی ہے اور اس مقالہ کی ابتدا میں پیش کئے گئے سوالوں کے مدلل جواب دیئے جاسکتے ہیں۔

یہ بات ذہن میں رہے کہ یورپی اور امریکی سماج میں زندگی گذارنے والوں کی معلومات مغربی سماج پر مسلط آئیڈیالوجی یعنی لبرل سرمایہ داری کے سایہ میں پیدا ہوئی ہے، یعنی مغربی سماج میں جینے والوں کے نظریات اور اقدار مسلط آئیڈیالوجی، میڈیا، نظام تعلیم، فرہنگی مراکز، مسلط آئیڈیالوجی کے طرفدار دانشور اور مخصوصا میڈیا کے ذریعہ وجود میں آتے ہیں، اس کے بعد یہی معلومات مغربی انسان کی شناخت، اس کی ماہیت اور دوست ودشمن کی ماہیت کی تعریف کرتی ہے پس معلوم ہوا کہ مغربی سماج کی رائے عامہ حقیقت میں اسی چیز کو قبول کرتی ہے جسے مسلط آئیڈیالوجی انہیں بتاتی ہے اور انہیں یقین دلاتی ہے۔

مغربی سماج میں رہنے والے لوگ سالہاسال سے میڈیا اور اسی جیسے دیگر ذرائع کے زیر نظر ہیں اسی نے

ان کے ذہنوں میں مسلمانوں کے لئے نفرت عام کی ہے اور انہیں مغربی سماج کا سب سے خطرناک دشمن بتایا ہے۔ مغربی عوام نے اپنی میڈیا کے ذریعہ بے شمار جنگ وجدال، قتل وغارتگری، اغوا اور دہشت گردی کے واقعات میں بظاہر مسلمانوں کو دخیل دیکھا ہے اور اپنی میڈیا پر مسلمانوں کو ایک منفور اور دہشت گرد کی شکل میں پایا ہے۔ اسلام اور مسلمانوں سے متعلق مغربی سماج میں جینے والوں کی ذہنیت سالہا سال سے بدخواہی اور نفرت پر قائم ہو رہی ہے اور یہ زہریلی تبلیغات نے جو ابھی تک جاری و ساری ہے، مسلمانوں سے متعلق دیرینہ دشمنی اور نفرت کو عقیدہ کی شکل میں بدل دیا ہے یعنی وہ پوری طرح اپنی میڈیا پر یقین رکھتے ہیں اور مسلط آئیڈیالوجی کے دائمی پروپیگنڈے نے انہیں اس مقام پر لا کر کھڑا کر دیا ہے کہ اب وہ اپنی شناخت کو اسلامی شناخت سے بالکل متضاد گردانتے ہیں۔

مذکورہ بیان کے بعد یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ جس چیز نے مغربی سماج میں اسلام کو منفور اور ایک خطرناک دشمن بنایا ہے حقیقت میں وہ مغربی سماج کے لوگوں میں اس کی شناخت ہے جسے میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ نے جنم دیا ہے۔ اسی طرح بعض متعصب، رجعت پسند، جنگ طلب اور نام نہاد اسلامی تنظیمیں جیسے القاعدہ، طالبان اور داعش نے مغربی میڈیا کو اسلام کے خلاف زہر اگلنے کے لئے مواقع فراہم کئے اور ان لوگوں نے مذکورہ تنظیموں کے پیش کردہ اسلام کو بڑھا چڑھا کر بلکہ انتہائی خطرناک شکل میں پیش کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے بلکہ وہ لوگ ایسی ہی باتوں کو بہانہ بنا کر پوری دنیا پر غنڈہ راج قائم کرکے دیگر ممالک کو اپنے سامنے جھکانا چاہتے ہیں اور اپنے اقدامات کی توجیہ بھی کرتے ہیں۔

فلسطین میں اسرائیل ظلم و ستم کر رہا ہے لیکن مغربی سماج میں اس کے خلاف کوئی بھی نفرت انگیز ذہنیت قائم نہیں ہوتی ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ اس کی دو وجہیں ہیں۔ پہلی وجہ تو یہ کہ اس طرح کی بربریت اور ظلم و ستم کو مغربی میڈیا عوام کے سامنے پیش نہیں کرتا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ مغربی میڈیا اسرائیل کو ایک مظلوم حکومت کی صورت میں پیش کرتا ہے جو اپنے دفاع کے لئے دہشت گرد فلسطینیوں سے برسرپیکار ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ صورتحال اسی وقت تبدیل ہو سکتی ہے جب مغربی سماج میں رہنے والوں کی ذہنیت اسلام اور مسلمانوں کے سلسلہ میں بدل دی جائے اور اس کی جگہ واقعی اسلام اور حقیقی مسلمان کی تصویر بٹھادی جائے، یا ایک دوسری عبارت میں یوں کہا جائے کہ ہر سماج میں مسلط آئیڈیالوجی کے خلاف

ایک محاذ قائم کیا جائے اور ان کی غلط باتوں کے مقابلے میں حقائق کو پیش کیا جائے اگرچہ اس وقت ہم مغربی سماج میں مسلط آئیڈیالوجی کے خلاف مختلف نعروں اور اعتراضوں کو سنتے رہتے ہیں لیکن حاکم آئیڈیالوجی کو دبانے اور اس کا منھ توڑ جواب دینے کے لئے یہ اعتراضات کافی نہیں ہیں اور ان میں مقابلے کے لئے لازمی طاقت و قوت نہیں ہے اور نہ ہی رائے عامہ پر قبضہ کرنے اور انہیں اپنی طرف متوجہ کرنے کی ضروری صلاحیتیں موجود ہیں۔

ایسے ماحول میں اسلام مخالف آوازوں اور نعروں سے پریشان ہونے کے بجائے اسے ایک بہترین موقع سمجھتے ہوئے حقیقی اسلام کو عام کیا جائے، اسلام کی غلط تفسیر کو لوگوں کے ذہن سے مٹایا جائے اور اس کے لئے مغربی سماج کے اذہان اور مختلف ذرائع جیسے عالمی تنظیموں اور مسلط آئیڈیالوجی کے مخالفین سے رابطہ اور مغربی سماج میں تہذیبی اور تبلیغی سرگرمیوں کا سہارا لیا جائے، چونکہ اسلام سالہا سال سے مغربی سماج میں میڈیا کے زہریلے پروپگنڈوں کی زد میں رہا ہے اور ایک عرصہ سے مغربی لوگوں کو اسلام سے دور رکھنے کی بھرپور کوشش کی جارہی ہے لہٰذا رائے عامہ سے غلط باتوں کے خاتمے اور اسلام کی فطری اور حقیقی صورت پیش کرنے کے لئے عالمی پیمانہ پر مختلف معاشروں اور قوم وملت سے رابطہ برقرار کرنا ہوگا اور یہ مشورہ اسی وقت کارگر ہوگا جب اسلام کی عام المنفعت سیاست اور کھلی ذہنیت کا سہارا لیا جائے، اسی سلسلہ کی ایک زبردست کڑی آیۃ اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای دامت برکاتہ کا وہ مشہور خط ہے جسے آپ نے مغربی جوانوں کے ذہنوں سے اسلام کی غلط تفسیر کو مٹانے کے لئے لکھا تھا تاکہ اس سیاست کو مہمیز کیا جاسکے اور مغربی میڈیا کی زہریلی تبلیغات کا توڑ پیش کیا جاسکے۔